بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

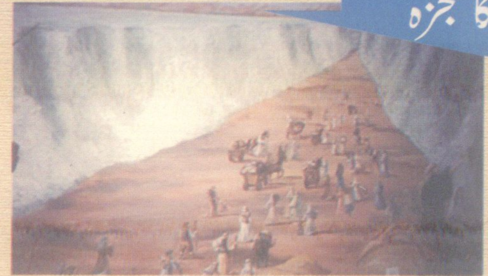
قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ

یہودی، عیسائی، مسلمان، بدھ مذہب اور تمام انسانوں بشمول دہریہ کیلئے بھی ایمان کی دعوت کیساتھ روحانی تحفہ

بائبل کا معجزہ

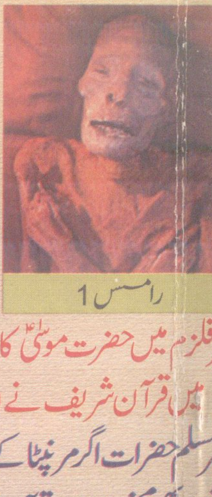


یسفؑ بحر قلزم میں پانی کی دو دیواروں کے درمیان بنے ہوئے معجزاتی راستے سے لیجایا جارہا ہے
(بائبل خروج، باب:۱۳، آیت؛۱۹)

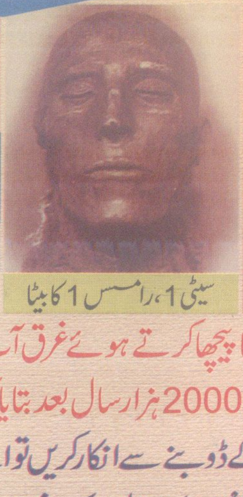


بحر قلزم میں بنی اسرائیل کے لئے بنایا گیا معجزاتی راستہ
(بائبل خروج، باب:۱۴، آیت:۲۲)

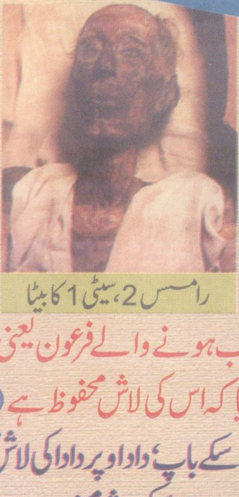
قرآن شریف کا معجزہ



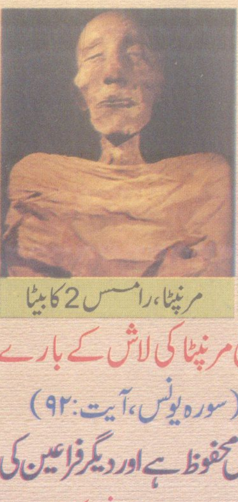
رامسس 1



سیتی 1، رامسس 1 کا بیٹا



رامسس 2، سیتی 1 کا بیٹا



مرنپٹا، رامسس 2 کا بیٹا

بحر قلزم میں حضرت موسیٰؑ کا پیچھا کرتے ہوئے غرق آب ہونے والے فرعون یعنی مرنپٹا کی لاش کے بارے میں قرآن شریف نے 2000 ہزار سال بعد بتایا کہ اس کی لاش محفوظ ہے (سورہ یونس، آیت:۹۲)

غیر مسلم حضرات اگر مرنپٹا کے ڈوبنے سے انکار کریں تو اسکے باپ، دادا و پر دادا کی لاش محفوظ ہے اور دیگر فراعین کی لاشیں بھی محفوظ ہیں۔ قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ جو فرعون ڈوبا تھا اسکی لاش محفوظ ہے۔ صفحہ 32 (سورہ یونس کی آیت ۹۲)

سلسلہ اشاعت 3

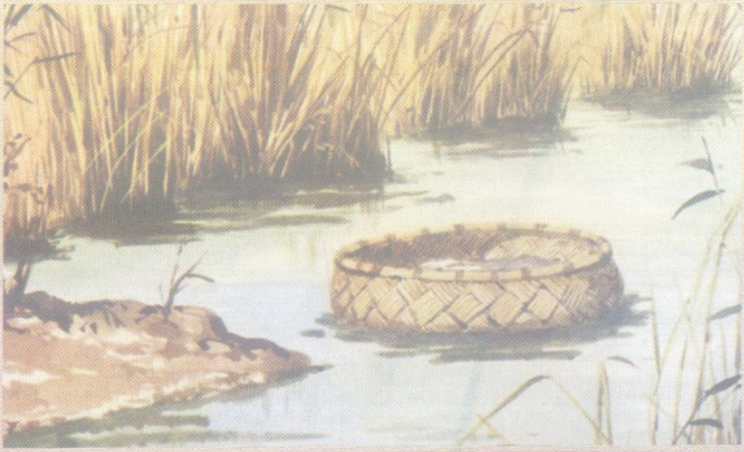
تحقیق و تحریر: مجاہدِ اسلام محقق الہامی مذاہب علامہ الیاس ستار B.Com., LL.B.



• بائبل اور قرآن میں صرف دو رسولوں کا ذکر ہے کہ جن کو جوانی اور بچپن میں تنہائی اور بے بسی میں چھوڑ دیا گیا مگر قدرت نے ان دونوں کو محل تک پہنچایا۔

• یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں محل تک پہنچایا۔

• اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈالا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں محل تک پہنچایا۔



• کنواں کے یوسف علیہ السلام تابوت کے اندر تھے اور 400 (چار سو) سال بعد دریائے نیل کے موسیٰ علیہ السلام، یوسف علیہ السلام کے محفوظ کئے ہوئے جسم کو بحر قلزم میں بنے ہوئے راستے سے کندھا دیکر گزرے۔ (بائبل خروج، باب 13، آیت 19)

• اسی واقعہ کے دوران فرعون غرق ہوا اور قرآن نے 2000 (دو ہزار) سال بعد دنیا کو بتایا کہ اس کی لاش محفوظ ہے (سورہ یونس، آیت 92)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰه ۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه ۔ مَاشَاءَاللّٰه ۔ سُبْحَانَ اللّٰه

سلامتی ہو

اللہ کے تمام ملا الاعلیٰ، آسمانی رسولوں اور ملائکہ پر

اور

آدمؑ، ابراہیمؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، داؤدؑ، یونسؑ، عیسیٰؑ اور

محمد ﷺ پر

قرآن اور بائبل کا مشترکہ معجزہ

یہودی، عیسائی، مسلمان، بدھ مذہب اور تمام انسانوں بشمول دہریہ
کیلئے بھی ایمان کی دعوت کیساتھ روحانی تحفہ

WORLD COUNCIL OF RELIGIOUS RESEARCH

ناشر

عالمی کونسل برائے تحقیقات مذاہب

E-mail:Illias@super.net.pk
Web:www.can-you-answer.com
Facebook:www.facebook.com/Illias.suttar1

فہرست

پروفیسر عبدالرشید

سابق قائم مقام وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی اور سابق ڈین کلیہ معارف اسلامیہ، میری ٹوریس پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید (ستارۂ امتیاز)

آج کے ہمارے مہمان مقرر، ممتاز اسکالر الہامی مذاہب، یعنی آپ الہامی مذاہب کے ایکسپرٹ ہیں بلکہ میں اس جگہ یہ کہوں گا کہ کمپیریٹو ریلیجنز یا ورلڈ ریلیجنز کے ایکسپرٹ ہیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ الیاس ستار صاحب کا تعلق میمن برادری سے ہے، پیشے کے اعتبار سے بزنس مین ہیں۔ اس لئے کہ جامعہ کراچی کی یہ بھی کوشش ہے کہ الحمدﷲ اس میں کامیاب ہے کہ اس کا رابطہ انڈسٹری سے، بزنس مین سے اور ان لوگوں سے بھی ہو لیکن مشن کے اعتبار سے ستار صاحب ایک مبلغ اور محقق ہیں اس لئے دن بھر کے اوقات کار کا بیشتر حصہ تحقیق و تعلیم اور دعوتِ تبلیغ میں گزرتا ہے۔ تبلیغ اسلام کو الیاس ستار صاحب نے جذبہ اور مشن کے طور پر اختیار کیا ہے اور اُسے اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا قرار دیتے ہیں۔ علامہ الیاس ستار صاحب مذہبی، تحقیق و مباحثے میں لڑائی جھگڑے کے بالکل قائل نہیں ہیں بلکہ وہ خود کہتے ہیں کہ میرا علم ہتھیار ہے اور دلیل و حکمت میری ڈھال ہے۔ آپ ضد وانا کے بغیر خود بھی حق کو قبول کرنے میں دیر نہیں کرتے ہیں اور اُن کی ایک اور خاص خوبی یہ بھی ہے کہ ہمیشہ سچ کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی ویب سائیٹ کو سچ یعنی ٹروتھ سے شروع کیا ہے۔ اُن کی گراں قدر علمی صلاحیتوں پر بلاشبہ رشک کیا جاسکتا ہے۔ قدرت نے انہیں اخلاص، شعور، فصیح علم و دانش سے مالا مال کر رکھا ہے اُن کی شخصیت تقابل ادیان کے طالبعلموں کیلئے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انتہائی قیمتی، منفرد و تحقیقی مضامین نے آپکو

اعلیٰ پائے کے اسکالرز میں شامل کر دیا ہے ایک اور اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ الیاس صاحب خود کو ہر قسم کی سیاسی و مذہبی فرقہ واریت سے الگ تھلگ رکھتے ہوئے ایک عام اور سیدھا سادا مسلمان کہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

ڈاکٹر عامر عبداللہ محمدی

پرنسپل عربک گرلز کالج فار اسلامک اسٹڈیز کراچی

آج الیاس ستار صاحب کے لیکچر اور گفتگو میں گن گرج تو نہیں ہوگی، شعلہ نوائی بھی نہیں ہوگی اور ترنم بھی نہیں ہو سکتا لیکن یقیناً یہ اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے دلوں اور روحوں سے ختم ہو چکا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی

وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

ہماری اس مجلس میں یہاں ضرور میرے خیال میں اسکالرز موجود ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہونگے کہ انہوں نے بائبل کو جس طرح الیاس صاحب نے پڑھا، شاید انہوں نے دیکھا ہو میرا نہیں خیال کہ اُس طریقے سے جیسا پڑھنا اور سمجھنا اور اس ریسرچ کے حوالے سے اور اُس میں وہ مشترکات نکالنا اور اُس پہ بات کرنا ممکن ہوا ہو۔

میں الیاس ستار صاحب کی بہت ستائش کرتا ہوں کہ انہوں نے مشترکات پر معجزات پر معاونت کی ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے جوانٹر فیتھ ڈائیلاگ ہو سکتا ہے جس کا ممکنا امکان ہے اس میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ اس میں ہمارے اسکالرز، ہمارے ریسرچرز، طلباء و طالبات ان سب کو چاہیے کہ وہ اس سے استفادہ کی کوشش کریں۔

لیکچر بعنوان ” قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ “

کراچی یونیورسٹی شعبہ کلیہ معارف اسلامیہ کے زیر انتظام بتاریخ ۲۱ نومبر ۲۰۱۱ء بروز پیر، بمقام کانفرنس ہال، ریسرچ کارنر، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی میں علامہ الیاس ستار کے توسیعی لیکچر بعنوان ” قرآن اور دیگر الہامی کتب کے مشترکہ معجزات “ کا اہتمام کیا گیا،

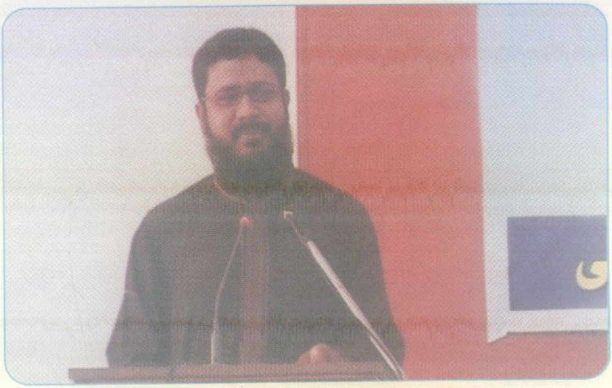


کراچی یونیورسٹی کے بیرونی گیٹ پر نصب خوبصورت اور قد آور تختی

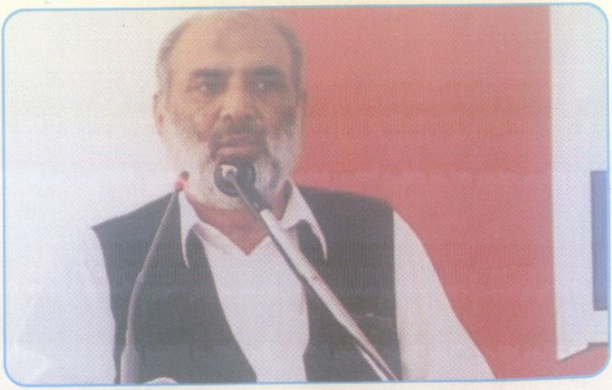


کراچی یونیورسٹی میں لیکچر کے پروگرام کے حوالے سے بینر آویزاں ہے

لیکچر بعنوان "قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ"

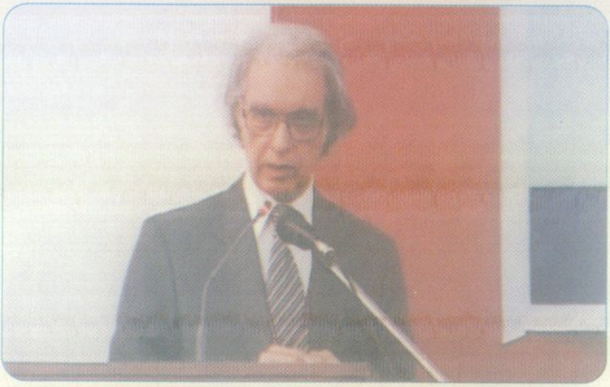


ممتاز عالم دین اور مقرر ڈاکٹر عامر عبداللہ
پرنسپل عربک گرلز کالج فار اسلامک اسٹڈیز کراچی

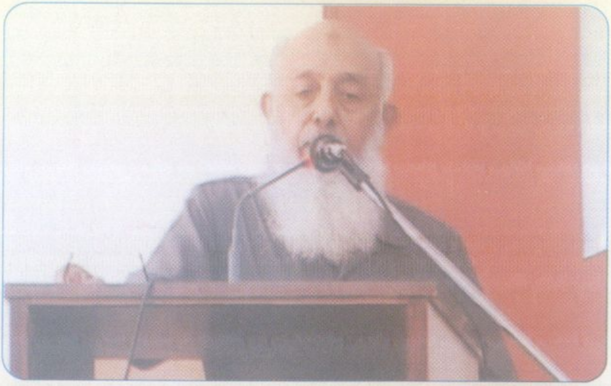


سابق قائم مقام وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی اور سابق ڈین کلیہ معارف
اسلامیہ میری ٹورئس پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید (ستارۂ امتیاز)

لیکچر بعنوان ”قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ“

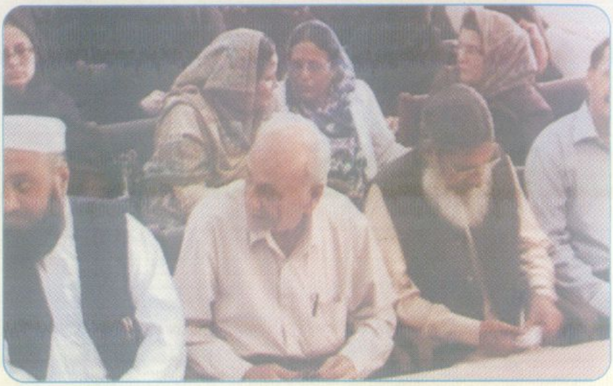


وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی جناب پیرزادہ قاسم رضا صدیقی
صدارتی خطاب کرتے ہوئے۔

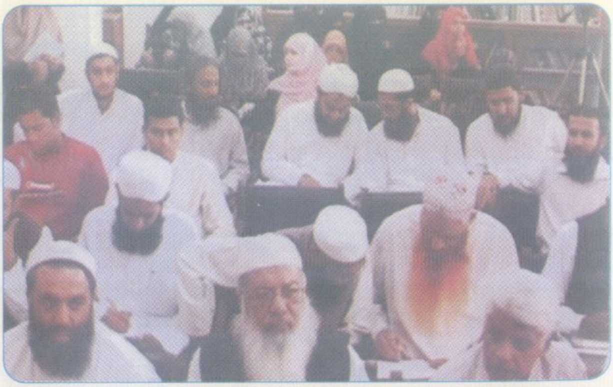


علامہ الیاس ستار ”قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ“
پر لیکچر دے رہے ہیں۔

لیکچر بعنوان ”قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ“



علامہ الیاس ستار کے لیکچر ”قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ“ کے سامعین میں قابل احترام اساتذہ، قلم کار، دانشور اور طلباء شامل ہیں۔



معزز سامعین انتہائی دلچسپی اور انہماک سے مقررین کے خطابات سماعت کر رہے ہیں۔

قرآن اور بائبل کا مشترکہ معجزہ

بائبل میں واضح لکھا ہے کہ "فرعون غرق ہوا تھا"

میرا بھتیجا جو امریکہ میں رہتا ہے ایک مختصر دورے پر پاکستان آیا تو میں نے اس کو بتایا کہ فرعونی ممی پر میں نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جب میں نے اسے مریکہ میں تقسیم کرنے کے لئے گزارش کی تو میرے بھتیجے نے جواب دیا: "میرے پاس فلم 'دی ٹین کمانڈنٹس' کی ویڈیو کیسٹ ہے۔ میں اس کو سات یا آٹھ بار دیکھ چکا ہوں فلم کے مطابق فرعون جب موسیٰؑ علیہ السلام کا تعاقب کرتا ہے تو وہ ڈوبتا نہیں فوج کی فوج ڈوب جاتی ہے مگر فرعون واپس اپنے محل لوٹ جاتا ہے۔"

یہ سن کر میں حیران رہ گیا کیونکہ مقدس بائبل میں واضح طور پر لکھا ہے کہ فرعون ڈوبا تھا۔ جیسا کہ زبور ۱۳۶ کی آیت ۱۵ میں ہے "لیکن (خدا نے) فرعون اور اسکے لشکر کو بحر قلزم میں ڈال دیا۔"

اسی طرح توریت خروج، باب ۱۵ آیت ۹ اور ۱۹ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہوا تھا۔

آیت ۹: دشمن (فرعون) نے کہا میں پیچھا کروں گا، جا پکڑوں گا، غنیمت بانٹ لوں گا تو میں ان سے سیر ہوں گا، اپنی تلوار میان سے کھینچوں گا، میرا

ہاتھ ان کو لوٹے گا۔

آیت ۱۹: جس وقت فرعون کے گھوڑے اور گاڑیاں اور سوار سمندر میں گئے، خداوند نے سمندر کے پانی کو ان پر لوٹایا۔

توریت (خروج) باب ۱۵، آیت ۴: فرعون کی گاڑی اور لشکر بھی سمندر میں ڈال دیا اور اس کے چنیدہ سردار بحر قلزم میں غرق ہوئے۔

Torah Exodus Chapter 15 Verse 19 For the HORSE OF PHARAOH went in with his chariots and with his horsemen into the sea, and the Lord brought again the waters of the sea upon them, but the children of Israel went on dry land in the midest of the sea.

اس کے بعد میں نے بہت سے گرجا گھروں میں فون کیا اور سب پادری حضرات سے صرف یہ ہی سوال کیا کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرتے ہوئے فرعون ڈوبا تھا؟ سبھی پادری حضرات نے جواب دینے سے قطعی انکار کیا سوائے ایک کے اور انہوں نے بھی فوراً جواب دینے کے بجائے اگلے دن جواب دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ میں نے انہیں اپنا ٹیلی فون نمبر دے دیا لیکن جب دوسرے دن ان کا فون نہیں آیا تو میں نے خود فون کیا اور ان سے پوچھا کہ فادر! آپ فون کرنے والے تھے؟ تو فادر نے کہا ہاں ہاں! آپ کا کیا سوال تھا؟

تو میں نے پوچھا کہ فادر! کیا فرعون ڈوبا تھا؟ تو فادر نے کہا کہ بھئی بادشاہ لوگ تو محل سے لڑائی کرتے ہیں میدان میں تو سپاہی ہی جاتے ہیں، میں نے انہیں ایک منٹ انتظار کرنے کا کہہ کر اپنے پاس موجود بائبل سے فادر کو وہ آیت سنائی جس میں فرعون کے ڈوبنے کا ذکر ہے تو فادر نے فوراً کہا کہ" ہاں ہاں ایک اور جگہ لکھا ہے"۔

فرعون محل میں نہیں بلکہ میدان میں تھا۔

"اور جب فرعون نزدیک آگیا تب بنی اسرائیل نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ مصری ان کا پیچھا کیئے چلے آتے ہیں اور وہ نہایت خوفزدہ ہو گئے"۔

(بائبل، خروج: باب ۱۴، آیت ۱۰)

سوال

۱ فرعون کے زمانے میں وائرلیس کی سہولت تو تھی نہیں کہ بادشاہ محل سے جنگ لڑتا یا لڑاتا۔

۲ جب بائبل میں فرعون کے ڈوبنے کی آیات موجود ہیں تو پھر "ٹین کمانڈمنٹس" نامی فلم، پادری حضرات اور کیتھولک انسائیکلوپیڈیا فرعون کو ڈوبنے سے بچانے کے کیوں درپے ہیں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ قرآن کریم کی صداقت کو رد کرنے کیلئے بائبل کی ان آیات کو چھپانے کی کوشش کررہے ہیں جس کے مطابق فرعون ڈوبا تھا۔

توریت کے 3700 اور 3300 سال پرانے واقعات میں مضمر اہم پوائنٹ کا انکشاف

3700 سال قبل

"اور یوسفؑ نے بنی اسرائیل سے قسم لے کر کہا کہ خدا یقیناً تم کو یاد کریگا سو تم ضرور میری لاش کو یہاں سے لے جانا اور یوسفؑ نے ایک سو دس برس کا ہو کر وفات پائی اور انہوں نے اسکی لاش میں خوشبو بھری اور اسے مصر ہی میں تابوت میں رکھا۔"

(بحوالہ بائبل پیدائش، باب: ۵۰، آیت: ۲۶)

3300 سال قبل

"اور موسیٰؑ، یوسفؑ کے جسم کو اپنے ساتھ لیتا گیا کیوں کہ اس نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا کہ جب تمہیں خدا نجات دے گا تو تم یہاں سے میرا جسم ساتھ لیتے جانا۔"

(خروج، ب ۱۳، آیت: ۱۹ گڈ نیوز بائبل)

غور طلب بات یہ ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے مندرجہ بالا عبارات میں یہ شرط لگائی تھی کہ جب تمہیں نجات ملے تو تم میرے جسم کو ساتھ لیتے جانا اور اس بات کی تاکید کے ساتھ قسم لے کر فرمایا تھا۔ کیوں؟

سیدنا یوسف علیہ السلام کا جسم حنوط کر کے ۴۰۰ سال تابوت میں محفوظ رکھا گیا اور بنی اسرائیل کی نجات کے وقت افراتفری کے عالم میں بھی سیدنا

موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف اس وعدہ کو یاد رکھا بلکہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سیدنا یوسفؑ کے حنوط شدہ جسم کے تابوت کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

کیوں؟ کیوں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے جسم مبارک کو نجات تک انتظار کرنے کے بعد اپنے ہمراہ لے جانے کی تاکید کیوں فرمائی؟ ۴۰۰ سال تک نجات کے انتظار میں کیا حکمت تھی؟ اس ضمن میں میری تشریح اور فہم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ''یوم نجات'' کو ایک اور لاش (فرعون) کو محفوظ کر کے دنیا کے سامنے اپنی ایک نشانی رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے جب بائبل کے بیان کے مطابق سیدنا یوسف علیہ السلام کی لاش بحر میں بنے ہوئے اس معجزاتی راستے سے گزری تو قرآن مجید کی بیان کردہ (فرعون کی لاش) کی ابتدا اسی وقت اسی معجزاتی راستہ پر ہوئی۔ یعنی بائبل نے یہ سمجھایا کہ جب میری بیان کردہ (یوسف علیہ السلام کی) ۴۰۰ سال پرانی لاش اس معجزاتی راستہ سے گزرے گی تو عین اسی وقت ایک اور لاش کی ابتداء ہوگی جس کتاب میں اس لاش کا ذکر ہوگا اس کتاب پر بھی ایمان لانا، تاہم دونوں کتابیں (اصل بائبل اور قرآن مجید) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

ایک لاکھ روپے انعام

اگر کوئی عیسائی یا یہودی اپنے مرکزی عالمی سربراہ سے یہ تصدیق کرالے کہ اسکی تفسیر، میری بیان کردہ تشریح سے زیادہ واضح اور درست ہے تو میں اسے بلاحیل وحجت ایک لاکھ روپے نقد انعام پیش کرونگا۔ (ان شاء اللہ)

فلم ''دی ٹین کمانڈمنٹس''

۱۸۹۸ء میں جب فرعون کی لاش دریافت ہوئی تو یہودی و عیسائی حضرات نے خوب شان سے دنیا کو خبر دی کہ فرعون کی تقریباً ۳۳۰۰ سال پرانی لاش دریافت ہوئی ہے۔ لیکن جب یہودی و عیسائی حضرات کو اس کا علم ہوا کہ فرعون کی لاش محفوظ کر کے رکھنے کا ذکر قرآن شریف کی سورۃ یونس کی آیت نمبر ۹۲ میں موجود ہے تو انہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ فرعون کی اس لاش سے دنیا بھر میں قرآن اور اسلام کی صداقت ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نئی دریافت سے انہیں جس قدر خوشی ہوئی تھی اتنا ہی وہ غم کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔

اس واقعہ کو لوگوں کے ذہنوں سے بھلانے کی بہت کوششیں کی گئیں اس سلسلے میں متعدد ایوارڈ یافتہ ''دی ٹین کمانڈمنٹس'' نامی ایک فلم بنائی جس میں فرعون کو دریا میں ڈوبنے نہیں دیا' بلکہ اسے واپس محل بھیج دیا حالانکہ یہود کی توریت اور نصاریٰ کی بائبل میں واضح الفاظ ہیں کہ فرعون غرق آب ہوا تھا نہ صرف یہ بلکہ یہودی و عیسائی اپنی عبادت میں بھی اللہ کی حمد کرتے ہیں کہ جس نے فرعون کو غرق کیا۔

اس مضمون کا بنیادی سبب انگریزی فلم ''دی ٹین کمانڈمنٹس'' ہے۔

مغربی دنیا کی سازش بے نقاب۔ یہودی' عیسائی' ہندو' بدھ

دھریہ اور مسلمانوں کے لئے

ایک روحانی تحفہ

جب میں نے اپنے بھتیجے سے ملنے کے بعد بائبل کو دیکھا تو مجھے ایک بہت اہم اور زبردست نکتہ ملا یعنی کہ حضرت یوسفؑ کا چار سو سال پرانا جسد مبارک حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بحر کے تقسیم کیئے ہوئے خشک راستے پر تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہیں فرعون ڈوب گیا۔ (جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر ہے "سورۃ یونس: ۹۲" کہ اس کے جسم کو محفوظ کیا گیا ہے)

اس لئے موجودہ مضمون جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے چار سو سال پرانے جسد مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔ فلم "دی ٹین کمانڈمنٹس" کی وجہ سے وجود میں آیا، اگر میرا بھتیجا یہ فلم نہ دیکھتا تو میں بھی بائبل نہ دیکھتا اور نہ ہی میں یہ مضمون لکھ پاتا۔

"دی ٹین کمانڈمنٹس" فلم میں فرعون کو زبردستی ڈوبنے سے بچانا اور لشکر کے ڈوبنے کے بعد فرعون کو واپس محل میں لانا ان کے ذاتی مقاصد تھے۔

مگر اللہ کے سامنے کس کی شرارت چلتی ہے؟ اور اس کے سچائی دکھانے کے بہت سارے ذریعے ہیں اس لئے فلم "دی ٹین کمانڈمنٹس" کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذریعے یہ مضمون اس سچائی کی شکل میں سامنے آیا۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہودی، عیسائی اور مسلمانوں کی الہامی کتابوں (بائبل اور قرآن مجید) میں لکھا ہے کہ جب موسیٰؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر سے ہجرت کر رہے تھے تو مصر کا بادشاہ فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی

گھبرا گئے کیونکہ سامنے پانی تھا پیچھے فرعون اور اس کا لشکر۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے بحر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا درمیان میں سوکھا راستہ بن گیا جسکے دائیں بائیں پانی رک گیا۔ گویا پانی کی دو دیواریں بن گئیں ۔موسیٰ علیہ السلام اس سوکھے راستے سے اپنے ساتھیوں سمیت بحر میں سے گزر گئے۔ ظالم فرعون بھی اپنے لشکر سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے تعاقب میں اس سوکھے راستے (معجزاتی راستے) میں داخل ہو گیا اس وقت پانی کی دونوں دیواریں ٹوٹ گئیں، سوکھا راستہ دوبارہ پانی سے بھر گیا۔ فرعون اپنے لشکر سمیت بحر میں غرق ہو گیا اور یہ کہانی سنانے کے لئے فرعون کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگ فرعون کی کہانی بھول گئے۔

تقریباً دو ہزار (۲۰۰۰) سال بعد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرعون کی لاش کو سنبھال کر رکھا گیا آنے والوں کیلئے نشانی کے طور پر۔
(سورۃ یونس، آیت:۹۲)

قرآن مجید کے اس چیلنج کے بعد کہ فرعون کی لاش سنبھالی گئی ہے تقریباً تیرہ سو (۱۳۰۰) سال تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ فرعون کی لاش کہاں ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے تنقید کی کہ قرآن مجید کہتا ہے فرعون کی لاش سنبھال کر رکھی گئی ہے۔ لیکن وہ لاش ہے کہاں؟

صرف سو سال سے کچھ عرصہ قبل 1898ء میں فرعون کی لاش اہرام مصر

سے دریافت ہوئی۔

★ قرآن مجید میں صرف ایک لاش کا ذکر ہے جس کو سنبھالا گیا وہ فرعون کی لاش ہے۔

بائبل میں حضرت یوسفؑ کی لاش کا ذکر

★ بائبل میں صرف ایک لاش کا ذکر ہے جس کو سنبھالا گیا ہے وہ حضرت یوسفؑ کی لاش ہے۔ جب یوسفؑ کا انتقال ہونے والا تھا تو انہوں نے اپنے بھائیوں (بنی اسرائیل) کو وصیت کی اور وعدہ لیا کہ ”جب تمہیں خدا مصر سے نجات دے گا اور وعدہ کی ہوئی زمین میں لے جائیگا جسکا وعدہ خدا نے ابراہیمؑ، اضحاق (اسحاقؑ) اور یعقوبؑ سے کیا تھا تو میرے جسم کو بھی ساتھ لے جانا۔“ (بائبل، پیدائش باب: ۵۰۔ آیت: ۲۵)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک سو دس سال کی عمر میں انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کے جسم کو محفوظ کر کے تابوت (مصر میں) رکھ دیا۔

★ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو چار سو سال تک نجات نہیں دی اور یوسف علیہ السلام کی لاش تابوت میں ہی رہی۔

★ حضرت یوسف علیہ السلام کے چار سو سال بعد بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون سے نجات ملی۔
(بحوالہ بائبل: خروج، باب: ۱۳۔ آیت: ۱۹)

★ جب حضرت موسیٰؑ مصر سے ہجرت کر رہے تھے تو انہیں یوسفؑ کی وصیت اور بنی اسرائیل کا وعدہ یاد رہا لہٰذا مصیبت کی اس گھڑی میں ہجرت کے وقت یوسفؑ کا تابوت بھی ساتھ لے کر گئے۔ ایک ایسے افراتفری کے عالم میں جب خود جان بچا کر نکلنا مشکل ہو رہا تھا یوسفؑ کے تابوت کو بھی اپنے ساتھ لیکر ہجرت کرنا نہایت اہم بات ہے۔ اسکی اہمیت کا آگے چل کر پتہ چلے گا تابوت بھی سال دو سال پرانا نہیں بلکہ چار سو سال پرانا تابوت۔ جب بحر دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا اور پانی کی دو دیواروں کے درمیان سوکھا راستہ (معجزاتی راستہ) بنا تھا تو اس راستے سے حضرت موسیٰؑ اور انکے ساتھی گزر کر جب بحر کے دوسری جانب پہنچے تو ان کیساتھ یوسفؑ کا تابوت بھی اس معجزاتی راستے سے گزرا تھا۔

معجزاتی راستے پر قرآن مجید اور بائبل کا مشترکہ معجزہ
(دو لاشوں کے ملنے کی جگہ)

بائبل میں صرف ایک لاش کا ذکر ہے جسے سنبھال کر رکھا گیا ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی لاش ہے اور یہ لاش اس معجزاتی راستے سے گزر کر بحر کے دوسری طرف گئی۔

قرآن مجید میں صرف ایک لاش کا ذکر ہے جسے سنبھال کر رکھا گیا اور وہ فرعون کی لاش ہے اس معجزاتی راستے پر جب فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تو فرعون کی لاش کو محفوظ کر کے اہرام مصر میں رکھا گیا۔

★ اسی سوکھے معجزاتی راستے پر فرعون کا جسم ڈوب کر لاش بنا اور اسی معجزاتی راستے سے یوسفؑ کی چار سو سالہ پرانی لاش گزری ایک ہی دن اور ایک ہی وقت اور ایک ہی واقعے کے دوران ''معجزاتی زمین'' پر موجود ہونا اللہ کی طرف سے بہت زبردست معجزہ اور بہت بڑی نشانی ہے۔

★ پانی کی دیواریں یوں ٹوٹیں جیسے دو بادل آپس میں ٹکراتے ہیں واقعہ ایک ہی ہے لیکن بائبل کی آیت میں بادل گرج رہا ہے اور قرآن مجید کی آیت میں بادل بجلی کی طرح چمک رہا ہے۔

★ واقعہ ایک ہی ہے لیکن بادل اور بجلی کی صورت میں نشانیاں دو ہیں۔ اسی طرح اللہ ایک ہے اور دونوں کتابیں (قرآن مجید اور بائبل 'اصل') اللہ ہی کی ہیں۔

★ فرعون کے ڈوبنے کے واقعہ میں یہود' عیسائی اور مسلمانوں کی آپس کی دشمنیاں بھی ڈوب جانی چاہئیں۔ فرعون کی لاش اور حضرت یوسفؑ کی لاش نے ثابت کر دیا کہ قرآن مجید اور 'اصل' بائبل دونوں ایک ہی اللہ کی طرف سے ہیں۔ بائبل نے جو کہانی شروع کی اسے قرآن مجید نے ختم کیا۔

جب اندھیرا ہوتا ہے تو کسی کو نظر نہیں آتا لیکن جب روشنی ہو جائے تو پھر جسے نظر نہ آئے اسے اندھا کہتے ہیں۔ آنکھوں والے یہود' عیسائی اور مسلمان سب ایک دوسرے کو پہچانیں سب پرانے دوست ہیں' ایک اللہ

کی مخلوق ہیں۔ شیطان نے لائٹ آف کر کے اندھیرے میں آپ سب کو آپس میں لڑوادیا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور بائبل کے ذریعے دنیا کو روشنی سے نوازا اب وقت آگیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اس روشنی کے بعد جو بھی حقیقت کو نہ پہچانے وہ یقیناً اندھا ہی کہلائے گا۔

کچھ دلچسپ اتفاقات

پہلی کڑی

ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ جس طرح یوسف علیہ السلام کی لاش کو سنبھالا گیا اسی طرح حضرت یوسفؑ نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کی نصیحت کے مطابق ان کی لاش کو محفوظ کیا اور وصیت کی ہوئی جگہ (کنعان) میں دفن کیا تھا۔

(بائبل پیدائش، باب: ۴۹ آیت: ۲۹ تا ۳۳۔ باب ۵۰ آیت: ۱ سے ۱۴)

جس طرح تیز بارش یا طوفان سے پہلے ہلکی بارش ہوتی ہے اسی طرح حضرت یعقوبؑ کی لاش کو محفوظ کر کے دفن کرنا گویا حضرت یوسفؑ کو محفوظ کرنے کے سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش کو ایک لمبا سفر (کنعان کے قبرستان تک) طے کرنے کیلئے خوشبو بھر کر محفوظ کیا گیا اور حضرت یوسفؑ کی لاش کو خوشبو بھر کر اس کے سفر کے انتظار کیلئے تیار کیا گیا جو سفر چار سو (۴۰۰) سال بعد ہوا۔

حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کی مشترکہ باتیں

★ حضرت یوسف علیہ السلام کو لڑکپن میں ان کے سوتیلے بھائیوں نے ایک کنویں میں پھینک دیا تھا اور آخر میں وہ بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے۔

حضرت موسیٰؑ جب ۳ مہینے کے بچے تھے تو ان کی ماں نے سرکنڈوں کی ایک ٹوکری پر چکنی مٹی اور رال لگا کر انہیں اس ٹوکری میں رکھا اور دریا کے کنارے بہاؤ میں چھوڑ دیا جہاں سے وہ بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے۔

★ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں کی خوبصورتی کا ذکر آیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا پانی کے ساتھ گہرا تعلق

نام

فرعون کی بیٹی نے کہا کہ میں نے ان کا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اسے پانی سے نکالا۔

(بائبل: خروج، باب: ۲، آیت ۱۰)

★ حضرت موسیٰؑ کا نام پانی سے نکالنے کے حوالے سے رکھا گیا۔

بچپن

بچپن میں ان کی ماں نے انہیں فرعون سے بچانے کیلئے ٹوکری میں رکھ کر دریا (پانی) میں ڈال دیا۔ یعنی بچپن میں پانی بچنے کا ذریعہ بنا۔

جوانی، شادی اور پانی

حضرت موسیٰ علیہ اسلام ایک مصری کو جان سے مار کر مصر سے ہجرت کر کے مدین پہنچے۔ اللہ تعالیٰ بڑی خوبصورتی سے سورۃ القصص کی آیت نمبر ۲۳ تا ۲۷ میں فرماتا ہے:

"اور جب مدین کے پانی (کے مقام پر) پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے ہیں اور اپنے (چوپایوں) کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تمہارا کیا کام ہے وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چوپایوں کو) لے نہ جائیں، ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔"

"(تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اسکی تم کو اجرت دیں۔"

"جب وہ ان کے پاس آئے اور ان سے (اپنا) ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ کر آئے ہو ایک لڑکی بولی کہ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں

سے ایک تم سے بیاہ دوں اس (عہد) پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کردو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے۔"

★ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی کی بنیاد بھی پانی ہی بنا۔

بڑھاپا، پانی کے ذریعہ حفاظت

جب حضرت موسیٰؑ مصر اور فرعون سے ہجرت کر رہے تھے تو ایک مقام ایسا آیا کہ سامنے پانی تھا اور پیچھے فرعون اور اس کا لشکر۔ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آرہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس بحر کو دو حصوں میں تقسیم کردیا جس سے درمیان میں سوکھا راستہ نکل آیا۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی اس راستے سے بحفاظت بحر کے دوسری طرف پہنچے اور فرعون اپنے لشکر سمیت بحر کے درمیان میں پہنچا تو پانی کی دیواریں آپس میں مل گئیں جس سے بحر میں اترا ہوا فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوگیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس طرح بچپن میں پانی کے ذریعے بچایا گیا اسی طرح بڑھاپے میں بھی پانی کے ذریعے انہیں بچایا گیا۔

پتھر سے پانی نکلنا

"اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے (اللہ سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔" (سورۃ بقرۃ: آیت نمبر ٦٠)

ان واقعات کے حوالے سے ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پانی سے اتنا گہرا تعلق تھا کہ ہم انہیں پانی والے نبی بھی کہہ کر یاد کر سکتے ہیں۔

آگ اور پانی

اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم دیکھئے کہ جس نبی علیہ السلام کو زندگی بھر پانی کے واقعات سے نوازا اور تاریخ میں ان کا اور پانی کا اتنا گہرا رشتہ قائم کیا لیکن جب خود ہمکلام ہوا تو آگ دکھا کر اپنی جانب متوجہ کیا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا کہاں آگ اور کہاں پانی دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں لیکن ان دونوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نبی علیہ السلام کو تاریخ میں مشہور کر دیا۔

غور کریں تو پانی آگ والی چیزوں سے بنا ہے، دو حصے ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن دونوں مل کر پانی بنتا ہے لہٰذا اگر پانی سے ہائیڈروجن اور آکسیجن کو الگ کر دیں تو ہائیڈروجن کو فوراً آگ لگ سکتی ہے لہٰذا پانی بھی آگ کی ایک خاموش شکل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحفظ بذریعہ پانی پھر بذریعہ آگ پھر پانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بچے تھے تو ان کی والدہ نے انہیں سر کنڈوں کی ٹوکری میں رکھ کر دریا (پانی) میں چھوڑ دیا جہاں سے وہ بحفاظت شاہی محل پہنچے۔

فرعون اور اس کی بیوی آسیہؑ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا تھا ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑلی اور انکے منہ پر ایک تمانچہ رسید کیا اور بعض روایت میں ہے کہ ایک چھڑی ہاتھ میں تھی جس سے کھیل رہے تھے وہ فرعون کے سر پر ماری فرعون کو غصہ آیا اور اسکے قتل کا ارادہ کیا۔ بیوی آسیہؑ نے کہا کہ شاہ آپ بچے کی بات پر خیال کرتے ہیں جس کو کسی چیز کی عقل نہیں اور اگر آپ چاہیں تو تجربہ کرلیں کہ ان کو کسی بھلے برے کا امتیاز نہیں۔ فرعون کو تجربہ کرانے کے لئے ایک طشت میں آگ کے انگارے اور دوسرے میں جواہرات لا کر موسیٰ علیہ اسلام کے سامنے رکھ دیئے۔ خیال یہ تھا کہ بچہ ہے یہ بچوں کی عادت کے مطابق آگ کے انگارے کو روشن خوبصورت سمجھ کر ان کی طرف ہاتھ بڑھائے گا، جواہرات کی رونق بچوں کی نظر میں ایسی نہیں ہوتی کہ اس کی طرف توجہ دیں، اس سے فرعون کو تجربہ ہو جائے گا کہ اس نے جو کچھ کیا وہ بچپن کی نادانی سے کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے آگ کا انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا جس سے زبان جل گئی اور فرعون کو یقین آگیا کہ موسیٰؑ کا یہ عمل کسی شرارت سے نہیں، بچپن کی بے خبری کے سبب تھا اسی واقعہ سے حضرت موسیٰؑ کی زبان میں ایک قسم کی تکلیف پیدا ہوگئی تھی۔ اسی کو قرآن میں عقدہ کہا گیا ہے اور اسی کو کھولنے کی دعا حضرت موسیٰؑ نے مانگی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں عجیب عجیب سی باتیں ہوتی ہیں۔ ایک امی نبی کو ایسی امت دی جو تعلیم اور سائنس میں عروج پر پہنچی جس نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو معراج پر لے گیا اس کی امت کو چاند پر پہنچا دیا اور دیگر سیاروں تک پہنچنے کے آثار دکھا دیئے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خود ہمکلام ہونے کے لئے کسی ایسے آدمی کا انتخاب نہیں کیا جس کی آواز کوئل سے زیادہ خوبصورت ہو بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا جن کی زبان میں تتلاہٹ تھی۔

حضرت موسیٰؑ اور پانی بطور خاص مقام دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ

"اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں ہٹنا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں جب ان کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنالیا۔ جب آگے چلے تو (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارے لئے کھانا لاؤ اس سفر سے ہم کو بہت تھکان ہوگئی ہے (اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تو میں مچھلی وہیں بھول گیا اور مجھے آپ سے اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا اور اس نے عجیب طرح سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔

موسیٰؑ نے کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت دی تھی اور

اپنے پاس سے علم بخشا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (اللہ کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں۔"

(سورۃ الکہف: آیت نمبر ۶۰ تا ۶۶)

غور کرنے کی باتیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے خاص بندے خضرؑ کیلئے جس خاص مقام پر بھیجا وہ بھی دو دریاؤں (پانی) کے ملنے کی جگہ تھی۔

مچھلی جس کا تعلق پانی سے ہے وہ واپس خود بخود دریا میں چلی گئی۔

بائبل بھی قرآن مجید کی طرف اشارہ دے رہی تھی

کہ جب بائبل کی بتائی ہوئی لاش یعنی یوسفؑ کی چار سو سالہ پرانی لاش اس والے راستے (سمندر والے راستے) سے گزری (تو اسی وقت) فرعون کے ڈوبنے سے اس کی لاش وجود میں آئی تھی۔

صرف قرآن مجید نے فرعون کے ڈوبنے کے دو ہزار سال بعد کہا کہ فرعون کی لاش سنبھال لی گئی ہے۔

اس پیشگوئی کے تیرہ سو سال بعد ۱۸۹۸ء میں فرعون کی لاش اہرام مصر سے دریافت ہوئی۔

★ بائبل نے ایک لاش (یوسفؑ کی) کو معجزاتی راستے سے گزار کر یہ سمجھایا کہ جو دوسری لاش (فرعون کی) اسی وقت ادھر سے وجود میں آئے گی تو اس لاش کا جو کتاب ذکر کرے گی اس پر ایمان لانا یعنی قرآن مجید پر ایمان لانا۔

بائبل نے یوسف علیہ السلام کی ۴۰۰ سالہ پرانی لاش کو سمندر کے اس پار بھیج کر ۳۳۰۰ سال قبل یہ اشارہ کیا کہ جب قرآن مجید میں فرعون کی لاش کے بارے میں کی گئی پیشگوئی صحیح ثابت ہو تو اس پیشگوئی کے اوپر ایمان لے آنا یعنی قرآن مجید نازل کرنے والے اللہ پر ایمان لانا۔

فرعون کے آخری فیصلے کو اپنا پہلا فیصلہ بنالو

فرعون جب غرق ہو رہا تھا تو اس نے توجہ کی اور اللہ پر ایمان لے آیا لیکن ایمان لانے کا آخری فیصلہ چونکہ موت کا منظر دیکھنے کے بعد کیا اس لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوا اور اللہ نے کہا کہ فرعون کی لاش کو محفوظ کیا جائے گا تاکہ آنے والوں کیلئے نشانی بنے یہ وہ معجزاتی نشانی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرعون کے غرق ہونے کے دو ہزار سال بعد خبر دی۔

★ فرعون کی لاش جس کو اللہ تعالیٰ نے نشانی کے طور پر ذکر کیا اس نشانی سے سبق حاصل کر کے فائدہ اٹھائیں اور اللہ پر جو ایمان فرعون موت کو سر پر دیکھ کر لایا تھا وہ ایمان آپ سب موت کا منظر دیکھنے سے پہلے لے آئیں یعنی فرعون کا آخری فیصلہ اپنا پہلا فیصلہ بنالو۔

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تھے لیکن یہ نشانی اسی وقت اور اسی لمحے تک محدود تھی اور جو لوگ ادھر موجود تھے انہوں نے ہی اس نشانی کو دیکھا تھا اور باقی لوگوں نے صرف خبر سنی تھی۔

حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کا معجزہ

لاٹھی کا اژدھا بن جانا یہ بھی وہ معجزہ تھا جسے وہاں پر موجود لوگوں نے دیکھا۔ باقی سب نے خبر سنی۔

فرعون کی لاش کا بطور نشانی محفوظ رہنا وہ معجزہ ہے جو ماضی کی نسلوں نے سنا تھا' حال اور مستقبل کی نسلوں کو دیکھنے کا لطف حاصل ہے۔

تقریباً دو ہزار سال بعد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرعون کی لاش کو سنبھال کر رکھا گیا آنے والوں کے لئے نشانی کے طور پر۔

(سورۃ یونس آیت نمبر ۹۲)

اللہ تعالیٰ نے یہ قیمتی نشانی ایک ایسے قیمتی دور میں ظاہر کی جب انسان جہازوں کے ذریعے پرندوں سے تیز ہوا میں اڑا اور گھوڑے سے تیز گاڑیوں کے ذریعے زمین پر دوڑا، مچھلی سے زیادہ تیز اور گہرائی میں آبدوزوں کے ذریعے دوڑا' سمندر کی تہہ تک پہنچا سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی تک پہنچا' چاند پر گیا دور دور کے سیاروں کی تصاویر اتاریں' چھوٹے سے چھوٹے جراثیم کو مائیکروا سکوپ سے دیکھا۔

فرعون کی لاش کا واقعہ آنے والی نسلوں کے لئے نشانی بن گیا

کامل نشانی (کوئی بہانہ نہیں)

مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا
فرعون کسی ایک بادشاہ کا نام نہیں

فرعون کی لاش دریافت ہوئی اور یہ بات دنیا میں مشہور ہوگئی، جب یہود و نصاریٰ کو پتہ چلا کہ اس فرعون کی لاش کے محفوظ ہونے کا واقعہ قرآن مجید میں پہلے سے موجود ہے تو اصلی بائبل اور قرآن مجید کے مخالف لوگوں نے بحث کرنا شروع کر دی کہ کون سا فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ڈوبا تھا کسی نے کہا فلاں فرعون تھا' کسی نے کہا یہ نہیں تھا فلاں فرعون تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جب لفظ نشانی استعمال کیا کہ فرعون کی لاش کو نشانی کے طور پر سنبھالا گیا ہے تو اعتراض کرنیوالے جس فرعون کا نام بھی ڈوبنے کے حوالے سے لیتے اس فرعون کی لاش بھی سنبھالی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کافی عرصہ پہلے سے لوگوں میں یہ رسم رکھ دی تھی کہ جو فرعون بھی مرے اس کی لاش سنبھالی جائے تا کہ بعد میں بحث کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سے بھاگنے کا کوئی بہانہ نہ ملے ۔ جو فرعون یعنی (رامسس ٹو) جس نے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی ، اس کی لاش بھی محفوظ ہے۔ وہ فرعون جو غرق ہوا تھا یعنی (مرنپٹا) اسکی لاش بھی محفوظ ہے۔اس کے علاوہ بھی فرعونوں کی لاشیں بطور ممی محفوظ ہیں۔ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو نشانی بنا کر پیش کیا اسے کامل نشانی بنا دیا۔

بادشاہی نہیں بلکہ بادشاہت !

فرعون کا پانی میں غرق ہونا کوئی معمولی نکتہ نہیں ہے یہ ایک بادشاہ کے

ڈوبنے کا مسئلہ نہیں بلکہ فوج سمیت پوری بادشاہت کے غرق ہونے کا معاملہ ہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق کہانی سنانے کے لئے کوئی ایک شخص بھی محفوظ نہیں رہا۔ فرعون کہاں غرق ہوا؟ وہ اس سمندر میں غرق ہوا جس میں خشک راستہ کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا۔ کیا کسی شخص نے کبھی یہ سنا ہے کہ اپنے بادشاہ کے ساتھ پوری فوج اس وقت غرق ہوگئی ہو جب وہ کمزور لوگوں کو پکڑ رہی تھی؟ یہ اس قسم کا واحد واقعہ ہے' اس لئے ہمیں اسے بڑی اہمیت اور غور کے ساتھ پڑھنا اور سمجھنا چاہیئے۔ ہمارے پاس سوچنے کا وقت مختصر ہے اسلیئے اسے ضائع نہیں کریں۔ جب مکمل اندھیرا ہو تو کسی کو دکھائی نہیں دیتا لیکن جب کچھ روشنی ہو تو کچھ لوگ دیکھ لیتے ہیں لیکن جب روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو تو اس وقت بھی جو نہ دیکھ سکیں انہیں اندھا ہی کہا جائے گا۔

کہیں آپ بھی غافل تو نہیں!

فرعون کی لاش محفوظ رکھے جانے کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''آج تو ہم تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لئے نشان عبرت بنے۔'' اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیت سے غفلت ہی برتتے ہیں۔ (سورۃ یونس۔ آیت نمبر ۹۲)

فرعون کے غرق ہونے کے ایک طویل عرصہ بعد فرعون کی لاش کا دریافت ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست معجزہ اور قرآن کریم کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں (الیاس ستار) نے اپنے مضمون ''مقدس بائبل میں قرآن شریف کی پیشنگوئی'' کو اسی آیت کریمہ کے زیر اثر تحریر کیا

ہے جس میں تمام ادیان باطلہ سے وابستہ انسانوں پر قرآن کریم کی صداقت ثابت کرتے ہوئے انہیں قبول اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

"یہ قدرت کا بہت اہم منصوبہ ہے" جس سے اکثر مسلمان لاعلم اور غافل ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں فرعون کی لاش کو نشان عبرت بنائے جانے کو اپنی آیت یعنی نشانی قرار دیتے ہوئے بطور خاص یہ فرمایا ہے کہ "اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں"۔ اس موضوع پر خوب غور وخوض کیجئے اور پھر اسے دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کے لئے عام کیجئے۔

"مقدس بائبل میں قرآن شریف کی پیشنگوئی"

سمجھنے کے لئے چند سطور

سوال وجواب کا سلسلہ

جاوید: الیاس بھائی! آپ کی کتاب دو دفعہ پڑھی لیکن صحیح مقصد سمجھ میں نہیں آیا؟

الیاس: جاوید بھائی! یہ تو تمہیں پتہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے ہجرت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے بحر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور بیچ میں ایک معجزاتی راستہ بن گیا جس کے دونوں طرف پانی کی دیواریں تھیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ساری الہامی کتابوں میں ایک ہی رسول کی لاش کا ذکر ہے جو محفوظ کی گئی، اور وہ لاش حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب

اس معجزاتی سوکھے راستے سے گزر کر بحر کے اس پار گئے تو ان کے ساتھ حضرت یوسفؑ کی وصیت کردہ چار سو سالہ پرانی لاش کا تابوت بھی تھا۔

جاوید: کیا یوسف علیہ السلام کی لاش کا "قرآن" میں ذکر ہے؟

الیاس: نہیں بھائی! یوسفؑ کی لاش کا ذکر "بائبل" میں ہے۔

(کتاب خروج، باب ۱۳، آیت ۱۹)

جاوید: آپ نے "اصلی" بائبل کا نام کیسے لکھا جبکہ بائبل میں اتنی ترمیم بھی ہوئیں؟

الیاس: اصلی بائبل سے مراد ہے، بائبل کا وہ حصہ جو ابھی تک صحیح طور پر موجود ہے۔ مثلاً بائبل کا وہ حصہ جو قرآن سے ملتا ہو وہ اصلی کہلائے گا۔ یوسف علیہ السلام کنویں میں ڈالے گئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام دریا میں ڈالے گئے تھے، یہ باتیں بائبل میں موجود ہیں اور قرآن سے ملتی ہیں، یہ حصہ بائبل کا اصل بائبل کہلائے گا۔

خاموشی، خاموشی، خاموشی

الیاس: اللہ تعالیٰ نے بائبل کا حوالہ قرآن مجید میں دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان کو (محمد ﷺ) اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۶)

اسی طرح غور کریں سورۃ آل عمران کی آیت ۶۴ پر: "کہہ دو کہ اے اہل

کتاب، جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سواء ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔"

بائبل اور دیگر کتابوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی چند ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں، جو کہ قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ لیکن ہم ان پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے ایمان وعقیدہ کو اور مضبوط کرتے ہیں۔

جاوید بھائی! قرآن مجید سے پہلے زبور، توریت و دیگر کتابوں میں جس محفوظ لاش کا ذکر ہے، وہ واحد محفوظ لاش حضرت یوسف علیہ السلام کی تھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحر کے معجزاتی راستے سے گزرے تو ساتھ میں حضرت یوسفؑ کی محفوظ کی ہوئی لاش تابوت میں موجود تھی۔

اسی دن اور اسی وقت چند منٹوں کے بعد فرعون اپنے لشکر کے ساتھ اسی معجزاتی راستے پر آیا اور ڈوب گیا، کیونکہ پانی کی دونوں دیواریں ٹوٹ گئیں اور معجزاتی راستہ بحر کے پانی سے دوبارہ بھر گیا۔ پرانی الہامی کتابوں کی بتائی ہوئی لاش یعنی یوسفؑ کی لاش معجزاتی راستے سے گزری اور پورے قرآن مجید میں واحد محفوظ کی ہوئی لاش یعنی فرعون کی لاش چند منٹوں کے اندر اندر اسی معجزاتی راستے میں لاش بنی۔ (سورۃ یونس۔ آیت نمبر ۹۲)

جاوید: یہ تو معجزاتی راستے پر قرآن اور بائبل کا مشترکہ معجزہ ہو گیا؟

الیاس: بالکل صحیح سمجھا تم نے! اب تمہاری سمجھ میں ساری بات آئی ہے۔

جاوید: جی ہاں۔

الیاس: شاباش۔

الیاس: اب میں اس معجزے سے منسلک ایک اور معجزہ سناتا ہوں، جب سمجھو گے تو اللہ تعالیٰ کا منصوبہ نظر آئے گا۔ غور سے سنو۔ جب یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا گیا تھا تو لوگوں نے بس یہ سمجھا کہ سوتیلے بھائیوں نے نفرت سے انہیں یعنی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالا گیا تو لوگوں نے یہی سمجھا کہ فرعون کے ڈر سے موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے انہیں دریا میں ڈالا۔

اب اس منصوبے پر غور کرو: کہ معجزاتی راستے پر کس کا تابوت گیا؟ اور کون لے گیا؟

جاوید: حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت گیا اور اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر گئے۔

الیاس: اس کا مطلب یہ ہوا کہ تابوت کے اندر یوسف علیہ السلام کی لاش اور تابوت کے نیچے موسیٰ علیہ السلام۔ دنیا کی تاریخ میں صرف یہی دو نبی ہیں جن کو لڑکپن میں (یوسف علیہ السلام) کو کنویں میں ڈالا گیا تھا اور محل تک پہنچے اور چار سو سال بعد موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں دریا میں ڈالا گیا تھا اور وہ محل تک پہنچے۔

میرے جاوید بھائی! اس میں اللہ تعالیٰ کا منصوبہ سمجھ میں آیا تمہیں؟

یعنی حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ دونوں کو لڑکپن اور بچپن میں قدرت کے حوالے کیا گیا۔ (کنویں اور دریا میں) ایک تابوت کے اندر، اور ایک تابوت کے نیچے کاندھا دے رہے ہیں اور دونوں نبیوں کے دور میں کم وبیش چار سو سال کا فرق ہے۔

جاوید: اب یہ ساری بات صحیح طور پر سمجھ آئی کہ یہ کوئی عام واقعہ نہیں بلکہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت وقوع پذیر ہوا ہے۔ اس واقعہ سے تو اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس اور شناخت پیدا ہوتی ہے۔

الیاس: اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا "یہ میرا کُرتا لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو۔ وہ بینا ہو جائیں گے۔"

(سورۃ یوسف' آیت ۹۳)

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے سے ان کے والد بینا ہو گئے اور دنیا کو دوبارہ دیکھنے لگے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ سے دنیا والوں کو روشنی نصیب ہوگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا "حسن یوسف" بے مثال ہے ان کے ذریعے جو معجزہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دیا وہ معجزہ بھی بے مثال ہے، سبحان اللہ۔

کیتھولک انسائیکلو پیڈیا

کیتھولک انسائیکلو پیڈیا کہتا ہے کہ مقدس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ ماننا پڑے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا بحثیت خود کیا اور نہ یہ ماننا ضروری ہے کہ فرعون پیچھا کرنے کی وجہ سے ڈوبا تھا۔ ملاحظہ کیجئے۔

http://www.newadvent.org/cathen10208b.htm

انتہائی احترام سے عرض کرتا ہوں کہ توریت اور زبور کے حوالوں سے

ثابت ہے کہ کیتھولک انسائیکلو پیڈیا کے مصنفوں کو یہ ماننا چاہیئے کہ فرعون پیچھا کرتے ہوئے میدان میں گیا تھا اور پانی میں ڈوبا تھا۔ پیش خدمت ہیں قیمتی حوالہ جات، بائبل (خروج) باب: ۱۵ آیت ۹ اور ۱۹، بائبل، توریت (خروج) باب: ۱۵، آیت ۴ اور بائبل (زبور) باب: ۱۳۶ آیت ۱۵ (یہ سب آیات اس کتاب کے صفحہ ۱۰ اور ۱۱ پر موجود ہیں)۔

فرعون دریا میں ڈوبا تھا یا سمندر میں؟

کچھ لوگ فرعون کے غرق ہونے کے حوالے سے دریائے نیل کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن توریت اور زبور میں واضح آیات موجود ہیں کہ فرعون بحر قلزم یعنی Red Sea (سمندر) میں ڈوبا تھا۔ قرآن کریم کی سورۃ الشعراء (۲۶) آیت نمبر ۶۳ میں سمندر میں دو دیواریں بن جانے کا تصور ہے۔ اسی طرح توریت (خروج) باب ۱۴ آیت ۲۲ میں نہایت واضح لکھا ہے "پانی کی دو دیواریں" جبکہ توریت' خروج باب ۱۴ اور زبور ۱۳۶ کی آیت ۱۵۔ ۱۳ کے مطابق بھی فرعون' بحر قلزم میں غرق ہوا۔

پانی کی دو دیواریں' دریا میں نہیں بن سکتی ہیں

دیکھئے بائبل: یشوع باب ۳ آیت ۱۳ میں لکھا ہے کہ "یردن کا پانی یعنی وہ پانی جو اوپر سے بہتا ہوا نیچے آتا ہے تھم جائے گا اور اس کا ڈھیر لگ جائے گا"۔

"اور وہ پانی جو میدان کے دریا یعنی دریائے شور کی طرف بہہ کر گیا تھا بالکل الگ ہو گیا"۔ (یعنی پانی کی صرف ایک دیوار بنی)

اگر فرعون دریائے نیل میں ڈوبتا تو وہاں بھی پانی کی ایک دیوار بنتی یردن

کے دریا کی طرح اور نیچے جانے والا پانی بہہ کر دور جا چکا ہوتا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ فرعون دریائے نیل میں نہیں بلکہ سمندر یعنی بحر قلزم میں غرق ہوا تھا۔

بہائی مذہب اور فرعونی ممی

سورۃ یونس ۱۰ آیت ۹۲ میں ہے جب فرعون پانی میں ڈوب رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے کہا تھا: ''سو آج ہم تجھ کو تیرے بدن سے بچائیں گے تاکہ تو (تمہارا جسم) بعد میں آنے والوں کے لئے ایک نشانی ہو اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غفلت ہی برتتے ہیں''

اللہ نے مندرجہ بالا آیت میں کہہ دیا ہے کہ اس فرعون کے جسم کو محفوظ رکھ لیا ہے تاکہ وہ انسانوں کے لئے ایک نشانی ہو اور جب تک انسان اس نشانی کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا اس سے پہلے قرآن شریف کس طرح منسوخ ہو سکتا ہے؟

فرعونی ممی ۱۸۹۸ء میں دریافت ہوئی اور بہاء اللہ ۲۹ مئی ۱۸۹۲ء میں وفات پا گئے یعنی بہاء اللہ کی وفات کے چھ سال بعد یہ فرعونی ممی دریافت ہوئی تھی۔ جب تک انسان فرعونی ممی کو دیکھ نہیں لیتا اس وقت تک بہاء اللہ کو قرآن شریف منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔

قادیانیت اور فرعونی ممی

اسی طرح قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئے۔ مرنپٹا فرعون کی ممی ۱۸۹۸ء میں دریافت ہوئی یعنی مرزا غلام احمد کے

فوت ہونے سے ۱۰ سال قبل۔ لیکن مرزا صاحب نے اللہ کی اس نشانی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور سورۃ یونس کی آیت ۹۲ کی روشنی میں وہ ایک غافل انسان ثابت ہوا اور ایک غافل انسان سچا نبی نہیں ہوسکتا۔

قرآن میں فرعونی ممی کا ذکر (قیمتی تحقیق)

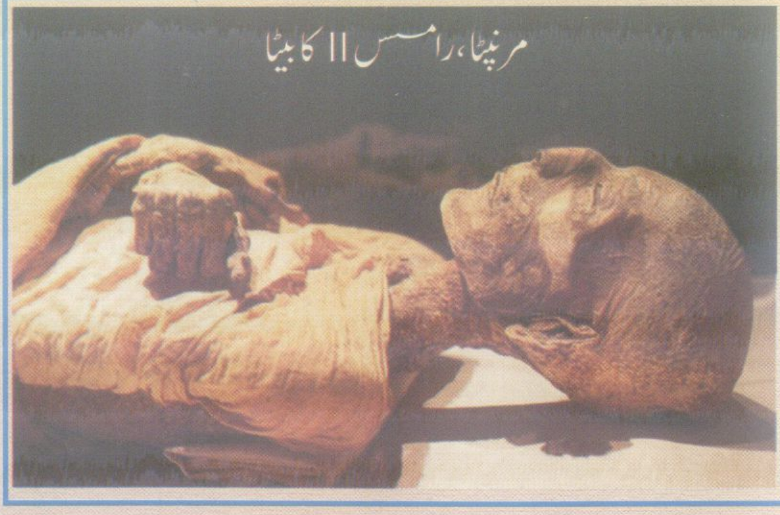
ایک کرسچن پادری نے کہا کہ قرآن مجید میں فرعون کی لاش کا بطور ممی محفوظ کرنے کا ذکر نہیں ہے؟

جواب: یہ بات بالکل صحیح ہے کہ قرآن شریف میں ممی کا ذکر نہیں ہے، البتہ یہ لکھا ہے کہ فرعون کی لاش فرعون کے بعد والوں کیلئے نشانی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرعون کے مرنے (ڈوبنے) کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا تو فرعون کی لاش اس کیلئے نشانی ہوگی۔ اب سال دو سال کے بچوں کیلئے لاش کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے، کم از کم بالغ بچے کیلئے نشانی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کی لاش کم از کم بارہ سال تک محفوظ رہنا ضروری ہے۔ فرعون کے زمانے میں چونکہ ایسا کوئی سرد خانہ نہیں تھا جس میں لاش کو محفوظ رکھا جاتا لہٰذا لمبے عرصے کیلئے محفوظ رکھنے کیلئے واحد طریقہ مصالحوں کی مدد سے ممی بنا کر رکھنا تھا تو جب قرآن سے ثابت ہے کہ لمبے عرصے کیلئے نشانی ہے تو پھر عقلمندوں کیلئے اس کا مطلب یہی ہوگا کہ فرعون کی لاش ممی کے طور پر ہی محفوظ رہے گی۔

مارئیس بیوکیل نے ثابت کیا کہ جو فرعون ڈوبا تھا اس کا نام مرنپٹا تھا۔



- موسیٰ علیہ السلام جب 3 ماہ کے تھے تب ان کو دریائے نیل سے نکال کر رامسس II کے محل میں لایا گیا۔



- مرنپٹا نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا اور اللہ نے اسے بحرِ قلزم میں ڈبو دیا جب وہ ڈوبنے کی وجہ سے مرا تو اس کی عمر 80 برس تھی۔
- مرنپٹا جب بادشاہ بنا تو اس کی عمر 60 برس تھی۔

اس مضمون یعنی ''قرآن شریف اور بائبل کا مشترکہ معجزہ'' کے عنوان سے علامہ الیاس ستار کراچی یونیورسٹی میں لیکچر دے رہے ہیں



بائیں سے دائیں: علامہ الیاس ستار، ڈاکٹر عامر عبداللہ، ڈاکٹر پیرزادہ قاسم (وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی)
ڈاکٹر حسام الدین منصوری (ڈین) سابق ڈین وسابق قائم مقام چانسلر ڈاکٹر عبدالرشید (ستارہ امتیاز)

WORLD COUNCIL OF RELIGIOUS RESEARCH

E-mail:Illias@super.net.pk
Web:www.can-you-answer.com
Facebook:www.facebook.com/Illias.suttar1